رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت صاحبزادہ اولوالعزم بخیر وعافیت ہیں۔ حضور بدستور درس قرآن مجید وبخاری شریف دیتے ہیں +

(۲) ماہ رمضان المبارک میں روحانی وجسمانی بارشیں نازل ہو رہی ہیں +

(۳) **مہمان**۔ بابو عبدالعزیز صاحب امرتسر۔ حکیم احمد دین صاحب شاہدرہ۔ منشی قدرت اللہ خان صاحب پٹواری حلقہ کھیڑا تحصیل سرہند معہ عیال۔ حاجی حافظ غلام قادر صاحب* دربار عبدالحکیم۔ ملتان۔ حافظ خدا بخش صاحب۔ دربار عبدالحکیم ملتان نور احمد صاحب و فضل احمد صاحب سروعہ ضلع ہوشیار پور۔ غلام نبی صاحب و احمد بخش صاحب دہرم کوٹ بگہ۔ برکت علی و عبدالخالق صاحب تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور۔ ابوبکر بن محمد یوسف جمال جدہ۔ عبداللہ مع اہل وعیال مونگ سے واپس قادیان میں آگیا +

تازہ خبریں

(قسطنطنیہ ۲۵ جولائی) کل سہ پہر کو جب خدیو مصر وزیر اعظم کے محل سے واپس جا رہے تھے تو ایک آدمی نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ خدیو کے مصاحبوں نے اسے گولی ماردی خدیو کے بازو اور رخسارہ پر زخم آئے مگر خطرناک نہیں +

(لندن۔ ۱۶ جولائی) نیشنلسٹ والنیٹرون کی ایک ٹولی ہوتھ سے جہاں سے اسلحہ اتار کر واپس آرہی تھی کہ راستہ میں پولیس اور سپاہ نے انہیں روکدیا۔ اس پر طرفین میں لڑائی ہوئی۔ سپاہ نے گولیاں چلائیں کئی زخمی ہوئے۔ ڈبلن میں عوام نے سپاہ پر پتھر پھینکے اس نے پھر گولیاں برسائیں کئی اور آدمی مع چند عورتوں کے مجروح ہوئے کل دو مقتول اور ۴۰ مجروح ہوئے +

سینٹ پیٹرزبرگ ۲۶ جولائی۔ سینٹ پیٹرزبرگ اور ماسکو کے صوبجات اور شہروں میں مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا ہے +

بوڈاپسٹ ۲۴ جولائی۔ ایک تباہی خیز ہوائی طوفان سے کروڑ ہا فرانک کی جائداد کو نقصان پہنچا۔ سات آدمی ہلاک اور ۷۰ مجروح ہوئے دریائے ڈینیوب میں جس قدر کشتیاں تھیں۔ ان میں سے ایک بھی نقصان سے نہ بچی +

نینی تال کے متصل جنگل میں سے آٹھ نو سال عمر کی ایک جنگلی لڑکی دستیاب ہوئی ہے جس کی معلوم ہوتا ہے ریچھ یا بندر پرورش کرتے رہے ہیں +

دریائے سندھ میں کئی روز سے سیلاب آرہے ہیں۔ جس کی وجہ سے تانہ اور گجرات بادڑی کے تعلقوں میں کئی جگہ نہروں کے کنارے اور بند ٹوٹ کر بہ گئے۔ اور پانی کناروں سے اچھل کر چاروں طرف پھیل گیا۔ میلوں تک پانی ہی پانی نظر آتا ہے کئی دیہات سیلاب کے زغہ میں آگئے +

(باہتمام منشی غلام رسول مینجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

آسٹریا اور سرویا میں جنگ کی تیاریاں

الٹی میٹم

(بلغراد ۲۴۔ جولائی) آسٹریا ہنگری کے نوٹ میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ سرویا آسٹریا کے مخالف تحریک پر حقارت و ندامت کا اظہار کرے۔ مجرموں کو سزا دلائے مدارس میں آسٹریا کے مخالف تعلیم کا انسداد کرے۔ ان افسروں اور اہلکاروں کو معزول کردے۔ جن کے نام پیش کرنے کا آسٹریا کو حق حاصل ہے۔ آسٹریا کے مخالف تحریک کے دبانے میں آسٹری افسروں کے ساتھ مل کر کام کرے۔ اور آسٹریا کے قائمقاموں کی مدد سے ان اشخاص کو گرفتار کرے۔ جنہوں نے قتل سراجیو میں اعانت کی ہے۔ اس کے علاوہ ایک سروی میجر اور ایک سرکاری اہلکار جو تحقیقات کے بعد اس سازش میں ملوث پائے گئے۔ ان کو بھی گرفتار کرے۔ اس الٹی میٹم سے سخت اندیشناک حالت پیدا ہو گئی ہے ؛

جنگ کی تیاریاں

سرویہ کے جواب سے آسٹریا کی تسلی نہیں ہوئی۔ آسٹریا کا سفیر بلگریڈ سے اپنے ملک کو روانہ ہو گیا ہے۔ شاہ سرویہ نے معہ اہل دربار اور دفتروں کا مقدمات بلغراد کو خالی کر دیا ہے۔ اور سپاہ سرحد کو جا رہی ہے۔ وائنا اور صوبوں میں جنگ کے حق میں بڑا جوش پایا جاتا ہے۔ آسٹریا کی سپاہ کو فوجی سامان کے ساتھ بڑھنے کا حکم ہوا ہے ؛

تمام آسٹریا میں فوجی قانون رائج کیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ بند کر دی گئی ہے۔ سرویہ کا سفیر وائنا سے روانہ ہو گیا ہے معمولی آئین موقوف۔ رعایا و اخبارات کی آزادی فوجی ضروریات کے تابع کی گئی ہے۔ پرائیویٹ خط و کتابت بھی دبائی جا رہی ہے سرویہ کا سپہ سالار اعظم جنرل پٹنیک اور چار افسر ہنگری میں گرفتار کئے گئے۔ جرمنی والے بھی آسٹریا کی جنگ سے ہمدردی ظاہر کرتے ہیں بلکہ وہ اس کے ساتھ ملکر سرویہ پر دھاوا کریں گے۔ اٹلی بھی آسٹریا کے ساتھ شریک ہو گیا ہے جرمنی اور اٹلی کی شرکت کے اعلان سے وائنا میں بہت اعلیٰ جوش پیدا ہو گیا ہے۔ جنرل پٹنیک کو سرویہ جانیکی اجازت دیجائیگی گورنمنٹ روس نے پانچ لاکھوں کو سرحد کیطرف مع اسلحہ بڑھنے کی ہدایت کی ہے۔ مراگو سے آسٹری فوج روانہ ہو گئی ہے۔ اور خلیج کتارو میں ۲۲ جنگی جہاز بھی ہیں۔ اخبارات کو منع کیا گیا۔ کہ وہ سپاہ بحری و بری کی بابت کوئی تفصیل شائع نہ کریں۔ بڑے بڑے شہروں میں فوجی قانون جاری کیا گیا ہے ؛

قابل توجہ پوسٹماسٹر جنرل پنجاب

الفضل نمبر ۱۸ دو دن سے ڈاکخانہ قادیان سے روانہ نہیں ہو سکا

اس سے پہلے بھی ہم اپنے ناظرین کی خدمت میں معذرت کر چکے ہیں کہ اخبار بالکل تیار تھا۔ مگر ڈاکخانہ سے ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے ایک دن لیٹ ہو گیا۔ اب دوبارہ اسی قسم کی مشکل پیش آئی ہے ۲۸۔ جولائی کا الفضل نمبر ۱۸۔ ۲۷۔ جولائی گیارہ بجے تک بالکل تیار تھا جنپر ٹکٹ لگائی جا چکی تھیں۔ مگر یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ ڈاکخانہ میں کار آمد ٹکٹ موجود نہیں۔ کار آمد کا لفظ اسلئے استعمال کیا ہے کہ ٹکٹ جو ۲۵۔ جولائی سے آئے پڑے تھے۔ وہ بارش کی وجہ سے جڑ گئے تھے۔ پس اس وجہ سے ۲۷ کو الفضل روانہ نہ ہو سکا ہمیں امید تھی۔ کہ سب پوسٹماسٹر صاحب قادیان کے لکھنے پر ۲۸۔ جولائی کو ٹکٹ آجائینگے۔ مگر کسقدر افسوس و رنج کی بات ہے۔ کہ آج بھی ٹکٹ نہیں آئے۔ اور الفضل روانہ نہیں ہو سکا۔ اب کل دوسرا الفضل نمبر ۱۹ بھی روانہ ہونیوالا ہے جس میں یہ مضمون دیا جا رہا ہے۔ ہم اس امر کو بہت سختی کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ ناظرین الفضل کو پرچہ نہ پہنچنے سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ مگر امر مجبوری ہے اسمیں ہمارا کچھ قصور نہیں۔

ہم صوبہ کے بیدار مغز پوسٹماسٹر جنرل ڈاکخانجات کو اس کیطرف نہائت زور سے توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ ایسا انتظام فرما دیں۔ جس سے ہمیں اس قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ ہمارا اخبار دو دن سے دفتر میں پڑا ہے اور صرف ٹکٹوں کے لئے باہر نہیں جا سکتا۔ ایسے مواقع پر اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ چار معتبر گواہوں کے روبرو سب پوسٹماسٹر سرخ مہروں سے ڈیسپیچ کر سکے۔ اور ٹکٹوں کی قیمت وصول کرے ؛ (دوم) ہیڈ آفس بٹالہ کو ہدائت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ قادیان کے لئے بہت جلد ٹکٹ بھیجا کر دیا کریں۔ اگر ۲۵۔ جولائی کو ہی یہ معلوم ہو جانے پر کہ موجودہ ٹکٹ جڑے ہوئے ہیں۔ یہ انتظام ہو جاتا۔ تو کوئی دقت پیش نہ آتی۔ پھر ۲۶۔ جولائی آیت وار تھا۔ تو ۲۷۔ جولائی ہی کو اطلاع پہنچنے پر ٹکٹ بھیجدیتے۔ تو ہمارا حرج نہ ہوتا۔ مگر آج ۲۸ جولائی تک بھی ٹکٹ نہیں۔ اور ان ٹکٹوں کے نہ ہونے سے رسالہ تشحیذ الاذہان کا نصف سے زیادہ حصہ روانہ نہیں ہو سکا۔ اور اس کی تاریخ اشاعت ستائیس ہے۔ اور آج ۲۸۔ جولائی کو الحکم بھی نہیں جا سکا۔ کیونکہ ڈاکخانہ میں ٹکٹ نہیں ؛ دوسری تکلیف یہ ہے۔ کہ ڈاک کا بکہ آجکل گیارہ بارہ بجے کے درمیان پہنچتا ہے۔ حالانکہ اسے ۹ بجے آنا چاہیئے۔ اور وہ چھ بجے روانہ ہو کر تین گھنٹہ میں آسکتا ہے۔ ڈاک کے ٹھیکیدار کو فہمائش ہونی چاہیئے۔ بارہ ایک بجے کی ڈلوری پر اسی روز اڑھائی بجے تک خطوط وغیرہ کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ حالانکہ موجودہ صورت حالات میں ہم دوبار ڈاک کے ریز ولتیجی تھے۔ امید ہے ہماری شکائتوں کو جلد رفع کیا جائیگا ؛

(بقیہ از صفحہ نمبر ۳۔ لیڈ)

اور وہ ان کے زیر اثر ہے۔ میکسیکو کی جنگ جائز آزادی کے حصول کی خاطر نہیں۔ بلکہ اس کی محرک کمینہ اغراض ہیں" یہ ہے امریکہ کی امداد کی اصل غرض۔ اور مستقبل بتا دے گا۔ کہ جو غیر کی خاطر ملک فروشی اور بغاوت اختیار کرتا ہے۔ وہ کبھی سرسبز نہیں ہوتا ؛

الغرض وہ ہوئرٹا جو ۱۹۱۰ء کے موسم سرما میں پریذیڈنٹ ڈیاز کی فوج میں ایک معمولی افسر تھا۔ اور جو مڈیرو کی بغاوت اور ڈیاز کے اخراج کے وقت ۲۶۔ مئی ۱۹۱۱ء کو ایک دستہ سپاہ کے کمانیر کی حیثیت سے پریذیڈنٹ کی گاڑی کو باغیوں سے بچا رہا تھا۔ جو ۶۔ نومبر ۱۹۱۱ء کو مڈیرو کے رئیس الجمہوریہ ہونے پر اس کا مددگار تھا۔ جسے خدمات کے صلہ میں پہلے ۱۹۱۲ء کے موسم بہار میں ایک ڈویژن کا افسر مقرر کیا گیا۔ پھر باغیوں پر فتوحات حاصل کرنے کے باعث جنرل بنا دیا گیا تھا۔ جو ۹۔ فروری ۱۹۱۳ء کو میکسیکو شہر میں فوجی بغاوت کے فرو کرنے میں مصروف تھا۔ مگر ۱۸۔ فروری کو خود باغی ہو کر سازش میں شریک تھا۔ [illegible] ۱۹۔ فروری کو پریذیڈنٹ کے محل پر قابض ہو کر اپنی منوا رہا تھا۔ اور پھر جس کے اشارہ پر ۲۳۔ فروری ۱۹۱۳ء کو بد قسمت مڈیرو اور اس کے نائب کا جبکہ وہ جیل سے منتقل کئے جا رہے تھے۔ کام تمام کیا گیا تھا۔ اب میکسیکو کے افق سیاست سے غائب ہو چکا ہے۔ دنیا کے سامنے اس کی ترقی۔ اس کا استقلال۔ اور اس کا انجام ایک عبرت آمیز سبق کے طور پر باقی ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو اس سبق سے فائدہ اٹھائے ؛

تازہ خبریں:۔ جمعہ کے روز ڈھاکہ میں دو پلیڈروں ایک منصف اور ایک ٹھیکیدار کے مکان کی تلاشی ہوئی ؛

(سینٹ پیٹرزبرگ ۲۴۔ جولائی) ہڑتالیوں اور فوجی سپاہیوں میں مارپیٹ جاری ہے۔ ہزارہا اشخاص کے ایک گروہ نے چینی کے برتن بنانے کے سرکاری کارخانہ پر پتھر برسائے۔ فسادات کو فرو کرنے کے لئے چار رجمنٹیں دو مسلح رسالے کلدار توپیں لے کر شہر میں داخل ہوئے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ ۳۰ جولائی ۱۹۱۴ء

میکسیکو کا سابق پریذیڈنٹ

یوروپ کا مشہور فاتح ہاں مغربی دنیا کا ہیرو نپولین اگرچہ کسی بات کو ناممکن نہ سمجھتا تھا۔ اور اڑے سے اڑے وقت میں بھی وہ عزم کا مضبوط اور ارادوں کا پختہ جرنل وشہنشاہ اپنا دل نہ چھوڑتا تھا۔ نیز ناکامی ونامرادی کا خیال بھی اس کے پاس نہ بھٹکتا تھا۔ لیکن آخرش ایکدن آیا۔ کہ واٹرلو کے میدان پر اس کی تمام شیخی کرکری ہوگئی۔ اور اسے بادل ناخواستہ کمال یاس والم کے ساتھ فرانس کو چھوڑنا اور ایک انگریزی قیدی کی حیثیت سے سینٹ ہلینا میں مقید ہونا پڑا۔

پھر قسطنطنیہ کا خودمختار سلطان جو اپنے حسن تدبیر اور سیاست دانی کے باعث سلاطین یوروپ کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر ان کی رقابت سے فائدہ اٹھاتا۔ اور کی حفاظت کرنے میں اپنا نظیر آپ تھا اور جسکی آنکھ کے اشارے سے ہزاروں مدحت اور مدحت پرست پیوند خاک ہوئے۔ یا جلاوطن ہوکر بلاد اجنبیہ میں غریب الوطن زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے۔ وہ ہاں وہی عبدالحمید خاں غازی سیاست پسند مسلمانوں کا خلیفہ آخر ایکدن اپنے ہی محل میں اور اپنے ہی ملازمین کے ہاتھوں محل شاہی کا مالک ہونے کی بجائے ایک شاہی قیدی کی حیثیت میں پایا گیا۔ اور حسرت آمیز لہجہ میں ایک یہودی نمکحرام کے سامنے اسے بے ساختہ کہنا پڑا۔ "آہ! قسمت"!

بعینہ یہی حالت میکسیکو کے نڈر اور دلیر۔ صاحب عزم بلور مستقل مزاج رئیس جمہوریہ جنرل ہوئرٹہ کی ہے۔ یہ بہادر جرنیل ۲۳۔ فروری ۱۹۱۳ء سے ملک میکسیکو کی ریاست پر قابض تھا۔ اگرچہ مئی ۱۹۱۳ء میں برطانیہ نے اور جون میں جرمنی وجاپان نے اسے رئیس جمہوریہ تسلیم کر لیا تھا۔ اور ملک کا بیشتر حصہ اُس کے ساتھ تھا۔ لیکن ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے شروع ہی سے ہوئرٹہ کی مخالفت کی۔ اور کہا جاتا ہے کہ خفیہ طور پر نہ صرف اس کے مخالفوں کو اکسایا۔ بلکہ باغی جرنیل کرنزا کو اسلحہ حرب بھی بہم پہنچائے۔ اس خفیہ مدد سے فائدہ اٹھاکر کرنزا نے ہوئرٹہ کا کامیاب مقابلہ شروع کیا۔ اور رفتہ رفتہ اس کے ساتھ ایک ڈاکو مسمی بہ ولا بھی شامل ہوگیا۔ (یہ شخص اب جنرل ولا کے نام سے مشہور شمالی فوج کا سپہ سالار اور کرنزا کا یار غار ہے) اب کرنزا و ولا نے متحد ہوکر شمالی اور مغربی میکسیکو کو تاخت وتاراج کرنا شروع کر دیا۔ گورنمنٹ کی فوجوں نے جابجا مقابلہ کیا۔ اور قریب تھا۔ کہ باغیوں کا قلع قمع کر دیا جاتا۔ کہ یکایک امریکہ کی طرف سے ایک نیا شاخسانہ کھڑا کیا گیا۔ ہوئرٹہ پر امریکن جھنڈے کی بے حرمتی کا الزام لگایا گیا۔ اور بے شرط معافی کا زبردست مطالبہ کیا گیا۔ لیکن ہوئرٹہ نے مطلقاً ہمت نہ ہاری۔ اپنی ضد پر قائم رہا۔ امریکہ کے مطالبات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر میکسیکو کے زبردست پڑوسی نے طاقت کا استعمال کرکے مشرقی بندرگاہ ویراکروز پر قبضہ کر لیا۔ یہ وقت پریذیڈنٹ کے لیے بہت نازک تھا۔ ایک طرف باغی امریکہ کی مداخلت سے فائدہ اٹھا کر قلعہ پر قلعہ اور شہر پر شہر چھینتے جاتے تھے۔ دوسری طرف امریکہ کے سپاہی اپنے آہن پوشوں کی امداد سے ایک شہر پر قابض بیٹھے تھے۔ اور اپنے مطالبات کو سخت کر رہے تھے۔ اگر ہوئرٹہ کی جگہ کوئی اور کمزور دل انسان ہوتا تو وہ یقیناً گھبرا کر بھاگ جاتا۔ لیکن اس ۶۰ برس کے بوڑھے جرنیل نے خوف وہراس کو اپنے پاس نہیں پھٹکنے دیا۔ اپنی بات پر اڑا رہا۔ یہاں تک کہ برازیل۔ چلی اور ارجنٹائن کی ریاستوں نے متخاصمین کے درمیان بیچ بچاؤ کرانے کی کوشش کی۔ اور نیاگرا میں کانفرنس مصالحت کے اجلاس شروع ہوگئے۔ امریکہ اور باغیوں کا زبردست مطالبہ یہی تھا۔ کہ ہوئرٹہ کنارہ کشی اختیار کرے۔ اور یہ ایسی بات تھی جسے پریذیڈنٹ قبول کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ جب معاملات کی یہ حالت ہوگئی۔ تو کانفرنس نے اپنی ناکامی محسوس کرکے اپنے انتشار کا فیصلہ کر لیا۔ ابھی اس فیصلے نے عملی لباس نہ پہنا تھا۔ کہ یکایک جنرل ہوئرٹہ کے کنارہ کش ہونے کی خبر دنیا میں پھیل گئی۔ واقعات نے آخرش نپولین اور عبدالحمید کی طرح ہوئرٹہ کے مغرور سر کو بھی جھکا دیا۔ اُس نے میکسیکو سے باہر نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیڈی بال بچوں اور اعزا کو دارالخلافہ سے باہر بھیجدیا۔ اور اپنی جگہ اپنے وزیر خارجہ سینر کاربا جال سابق سفیر دربار انگلستان کو ریاست میکسیکو کی امارت کے لیے نامزد کر دیا۔ اور اس طرح قریباً پانچ ماہ کے پُرشورش اور فتن عہد اور خطرناک مخالفت ومخاصمت کے زمانہ کے بعد میکسیکو کا تخت ہوئرٹہ کے بظاہر قدسی وجود لئے مگر درحقیقت مستقل مزاج اور بے خوف وجود سے خالی ہوگیا۔

لیکن کیا بدقسمت میکسیکو کے لئے اب امن کے دور کا آغاز ہوگا؟ کیا اس ملک سے خانہ جنگی وباہمی کشت وخون کی گرم بازاری کا خاتمہ ہو جائیگا؟ اور کیا میکسیکو کے جدید رئیس الجمہوریہ کو ہوئرٹہ کی سی مشکلات سے سابقہ نہ پڑے گا؟ ان سوالات کا صحیح جواب زمانہ خود دیگا۔

ہمارا اپنا قیاس یہی ہے۔ کہ جسطرح ہسپانیہ کی نحوست نے میکسیکو کی نہایت قدیم سرزمین کو آجتک انسانی خون سے رنگین رکھا ہے۔ اور جسطرح اس ملک کا ماضی تاریک اور پُرخطرات رہا ہے۔ اسی طرح اس بدقسمت ملک کا مستقبل دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ سینر کاربا جال آج کل ہی میں ریاست میکسیکو کی عنان جنرل کرنزا کے ہاتھ میں دیدینگے۔ اور کل کا باغی آج رئیس بن بیٹھے گا۔ مگر واضح رہے کہ تاریخ اپنا اعادہ کرتی ہے اور بغاوت کا خطرناک جرم کبھی بلا پاداش نہیں رہتا ہے۔ اگر اس وقت کرنزا نے ہوئرٹہ پر فتح حاصل کی ہے۔ تو ایک وقت تھا۔ کہ ہوئرٹہ نے سابق پریذیڈنٹ مدیرو کے برخلاف سازش کرکے اُس کو اور نائب رئیس ساورز کو قتل کر دیا تھا۔ اور اگر مدیرو ہوئرٹہ اور اُس کے ہمراہیوں کی سازش کا شکار ہوا۔ تو یہ اُس کے اپنے اعمال کا نتیجہ تھا۔ کیونکہ اُس نے بغاوت کرکے ۸۰ برس کے سال خوردہ امیر میکسیکو پریذیڈنٹ ڈیاز کو ملک بدر ہونے پر مجبور کیا تھا۔ پس جب مدیرو اور ہوئرٹہ نے جو بویا تھا۔ وہی کاٹا ہے تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ کرنزا اس تلخ پیالہ کو نوش نہ کرے۔ وہ ضرور کرے گا۔ کیونکہ جو کسی کو ذلیل کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک کہ خود اُسی طرح ذلت برداشت نہ کرے۔ اور اس وعید کی علامات ابھی سے شروع ہوگئی ہیں۔ ہوئرٹہ کا فاتح ابھی تک دارالخلافہ میں بھی نہیں پہنچا۔ کہ شمال میں جنرل اوروزکو نے ۸ ہزار پیادہ سمیت بغاوت کردی ہے۔ اور جنوب میں جنرل زپیٹا وجود ولا کی طرح ایک ڈاکو ہے) وہی ہتھیار استعمال کر دیا ہے۔ جو کرنزا نے اپنے رئیس کے خلاف استعمال کئے تھے۔ اور ابھی مویشی چرا کر ۱۸۸۴ء میں سزایاب ہونیوالا ڈاکو ولا جو اب کرنزا کا دست راست ہے۔ اپنے حصہ کا مطالبہ کریگا۔ باقی رہا امریکہ کا سہارا اور امداد۔ اُس کی اُمید اس وقت تک ہوسکتی ہے۔ جب تک امریکہ کے سرمایہ داروں کی خواہشات پوری ہوتی رہیں۔ اگر اس کے خلاف ہوا۔ اور بڑے کاروبار کے متلاشیوں کو اپنی امید میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو پھر کرنزا کی جگہ زپیٹا یا اوروزکو لے سکتے ہیں۔ اور کرنزا کی جس سازش کا انکشاف نیویارک ہیرلڈ نے کیا ہے اسی کا شکار ایک دن وہ ہوسکتا ہے۔ نیویارک ہیرلڈ لکھتا ہے "میکسیکو میں دیسی اور اجنبی لوگوں کے مصائب کا اصل باعث بڑے کاروبار کی تلاش ہے۔ اور اس ملک کے غریب باشندوں کے نقصان مال وجان کی ذمہ داری امریکہ کے سرمایہ داروں پر عائد ہوتی ہے۔ جب کبھی پریذیڈنٹ ولسن نے قیام امن کی کوشش کی ہے۔ ان کو ہمیشہ محض اس وجہ سے ناکام رہنا پڑا ہے۔ کہ جنرل کرنزا کے ساتھ نیویارک کے ایک بڑے ساہوکار اور واشنگٹن کے ایک قانون دان کی خط وکتابت تھی" (بقیہ دیکھو صفحہ ۲)

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

"سلامتی کا مذہب"

انسانی فطرت میں یہ مرکوز ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ وہ اپنے تئیں ضرر سے بچائے۔ اور ہمیشہ سلامتی کی راہوں پر قدم زن رہے۔ اسکی طبیعت نقصانات اور مضار سے کوسوں بھاگتی ہے۔ اور وہ منافع اور مفاد کو تلاش کر کے حاصل کرنیکا خواہاں رہتا ہے۔ اس باب میں انسان نے بہت بڑی مساعی جمیلہ سے کام لیا ہے۔ تاکہ اس کی مستقبل کی زندگی مصیبت زدہ نہ ہو۔ بلکہ ہر طرح سے سلامتی ہی سلامتی اُسے حاصل ہو۔ یہی وجہ ہوئی۔ کہ انسان کو مذہب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور ہر مذہب نے دعویٰ کیا۔ کہ وہ اس کو سلامتی کی راہوں پر چلا سکتا اور مشکلات اور دکھوں سے نجات دے سکتا ہے۔ اگر دعویٰ دلیل ہوتا۔ تو ہر ایک مذہب سلامتی کا مذہب ہوتا۔ مگر یہ بالکل صحیح بات ہے کہ دعویٰ اور دلیل میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ صرف مذہب اسلام سلامتی کا مذہب ہے۔ اس کی کوئی تعلیم ضرر رساں نہیں۔ ہاں اس کے خلاف کرنیوالا ضرور نقصان اور دکھ اٹھاتا ہے۔ اگر مذاہب کو غور و فکر سے دیکھا جائے۔ تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ ان میں کسی نہ کسی پہلو سے نقائص نے دخل پا لیا ہے اور وہی نقائص اور رذائل تکالیف اور نقصان کا باعث اور موجب ہوتے ہیں۔ چونکہ اسلام سراسر نقائص اور عیوب سے مبرا اور پاک ہے اس لئے اسلام کا پیرو اور اس کی تعلیم پر کاربند ہونیوالا کبھی بھی نقصان نہیں اٹھاتا۔ وہ ہمیشہ سکھ اور آرام میں رہتا ہے کیونکہ اسلام کی تعلیم اعلیٰ درجہ کے عقائد۔ اعلیٰ درجہ کے اخلاق۔ اور اعلیٰ درجہ کے اعمال پیش کرتی ہے۔ اور عقائد فاسدہ اور اخلاق رذیلہ اور اعمال کاسدہ سے ہمیشہ انسان کو بچاتی رہتی ہے۔

اسلام کے عقائد

سب سے بڑی بات جو مذہب کی روح رواں ہوتی ہے۔ وہ اس کے عقائد ہوتے ہیں۔ اور یہی عقائد مذہب کی اساس محکم ہوتے ہیں۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جیسی بنیاد ہوگی۔ اس کے مطابق عمارت ہوگی۔ افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللہ و رضوان خیر ام من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جہنم واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ کیا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے ڈر اور رضامندی پر رکھی ہے۔ بہت بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گرنے والے بہرے کنارے پر رکھی ہے۔ جو اس کو جہنم کی آگ میں لے گریگی۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو کبھی بھی کامیاب نہیں کریگا۔ اسلام کے عقائد کیا اعلیٰ اور سچے ہیں۔ اسلام خداتعالیٰ کو ایک مانتا ہے۔ اور صفات حسنہ سے متصف اور جامع مستجمع جمیع صفات کاملہ اور رذائل اور قبائح سے منزہ اور پاک یقین کرتا ہے۔ وہ انسانی کمزوریوں اور عوارض سے پاک ہے۔ وہ محیط کل شئے ہے وہ رحم کی قیود سے آزاد ہے۔ اسلئے وہ لاریب ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سورۃ اخلاص میں بیان فرمایا گیا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ کہدے اللہ ایک ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور سب اس کے محتاج ہیں۔ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور نہ اسکا کوئی باپ ہے۔ اور نہ اس کے کوئی برابر کا ہے عیسائیوں نے خداتعالیٰ کے متعلق ایسی ٹھوکر کھائی ہے۔ کہ الامان انھوں نے نعوذ باللہ خداتعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیا ہے کہ خدا کا بیٹا ہے۔ تکاد السمٰوات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًا ان دعوا للرحمٰن ولدًا۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین میں شق پڑ جائیں اور پہاڑ گر پڑیں۔ کیونکہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹا پکارتے ہیں۔ خدا کا بیٹا تجویز کرنے سے عیسائیوں نے اللہ کے رحمٰن ہونے سے انکار کر دیا۔ اور اس سے ان کو بہت نقصان پہنچا ہے چونکہ انھوں نے غیور خدا کی طرف عیوب اور نقائص کو منسوب کیا۔ اس لئے غیرت خداوندی نے نہ چاہا۔ کہ وہ عیوب سے پاک اور معرا ہوں۔ انھوں نے خدا کی طرف جھوٹ منسوب کیا۔ اسکا نتیجہ ان کو اس طرح بھگتنا پڑا۔ کہ انھوں نے کفارہ کا مسئلہ اختراع کیا۔ اور یہ وجہ گھڑلی۔ کہ باپ چونکہ رحم کر نہیں سکتا۔ اس لئے اس بے رحم باپ سے اس کا رحیم بیٹا پیدا ہوا۔ اور اس نے اپنی جان مخلوق کی محبت میں قربان کر دی۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ کہ یہ کس طرح ہو گیا۔ حالانکہ بیٹے میں باپ کے خواص ہونے چاہئیں۔ الولد سر لابیہ اس کفارہ کے مسئلہ نے ناپاکی اور گند پھیلا دیا ہے۔ کیونکہ کفارہ جرأت دلاتا ہے۔ کہ کوئی پیٹ بھر کے گناہ کرے کیونکہ یسوع مسیح کفارہ ہو چکا ہے۔ یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔ یہ کتنا بڑا ضرر ہے۔ اگر وہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو وہ اس نقصان اور ضرر سے مامون اور مصئون ہو سکتے ہیں اب ہم کس طرح عیسائیت کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سلامتی کا مذہب ہے۔ موجودہ عیسائیت جو اس وقت ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے وہ عیسائیت نہیں ہے جسکو شہزادہ امن لایا تھا وہ بلاشک اسوقت کے لوگوں کے لئے سلامتی کا مذہب تھا۔ مگر مرور زمانہ کے ساتھ اسمیں تغیر و تبدل ہوتے گئے۔ اور سلامتی کی راہوں کو چھوڑتے گئے۔ اور اس مذہب کو بالکل خیرباد کہہ دیا اسی لئے عیسائیوں کو قرآن میں ضالین فرمایا گیا۔ اخلاق کی تعلیم بھی بہت ناقص ہے۔ اس پر عامل ہونے سے انسان ہمیشہ نقصان اور خسارہ میں رہتا ہے۔ وہ تعلیم بزدل بنانے کے لئے کافی سے بڑھ کر اپنے اندر مادہ رکھتی ہے۔ بھلا آجکل مسیحیوں میں سے کوئی اس پر عامل بھی ہے۔ کلا و حاشا۔ کیا اگر کسی مسیحی کو ایک گال پر تھپڑ رسید کیا جاوے تو دوسرا رخسار بھی تھپڑ کے لئے آگے کر دیتا ہے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

اسلام نے کیا سلامتی کی راہ اس میں اختیار کی ہے۔ فرمایا۔ فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ۔ سزا اور معافی موقع اور محل کو مدنظر رکھکر استعمال میں لانی چاہئے۔ اگر ایک شخص سزا سے سنورتا ہے... [illegible] تو ایسے شخص کو معاف کر دینا چاہئیے۔

مذہب آریہ نے خدا تعالیٰ کو خالق نہیں تسلیم کیا۔ اس لئے انکو ماننا پڑیگا۔ کہ وہ علیم کل شئے بھی نہیں ہے۔ اور جو خدا کو علیم یقین نہیں کرتا۔ وہ ضرور ہے کہ وہ اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی اور لاپرواہی اختیار کرے۔ اور گناہ صرف خدا پر ایمان لانے اور اسکو علیم اور خبیر یقین کرنے پر دور ہو سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسیحیوں اور آریوں کی مطمح نظر صرف اغراض دنیا دنیہ ہی لگی ہوئی ہے اسی کے نتیجہ بد میں انکو تناسخ اور نیوگ جیسا حیا سوز مسئلہ ماننا پڑا۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مذہب آریہ سلامتی کا مذہب ہے کیا اس پر چلنے والے کو سلامتی ملسکتی ہے۔ کیا دنیا میں کوئی انسان ایسا ہے جو آریہ مذہب میں چلکر سلامتی پا گیا ہو۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے غرض کہ جتنا بھی غور کرو گے۔ دنیا میں تمہیں کوئی مذہب نہیں ملیگا۔ جو کہ سراسر سلامتی ہو۔ اور اس پر چلنے سے سلامتی ملتی ہو۔ صرف اسلام سلامتی کا مذہب ہے۔ یہی انسان کے دل کو سکینت اور تسلی بخشتا ہے۔ اسی سے انسان کا دل نفسانی وساوس اور خطرات اور ہمزات شیطانیہ سے سلامتی میں رہتا ہے۔ اسلام پر چلنے سے ہی انسان کی زندگی سلامتی پاتی ہے۔ اُس کی زبان سالم رہتی ہے۔ اس کے اخلاق فاضلہ رذائل سے صحیح اور سالم رہتے ہیں۔ غرض کہ ہر قسم کی سلامتی صرف اسلام میں ہی ملتی ہے۔ بلکہ اسلام ہی سلامتی ہے۔

اس لئے غیر مسلم بھی خواہش کرتے اور کریں گے۔ کاش وہ مسلم ہوتے۔ اور سلامتی کے شہزادے بنتے۔

"ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین"

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹ - سورۃ المدثر - بقیہ رکوع اول

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۭ — میں نے اس کے لئے مسند بچھائی۔ لیکن پھر بھی یہ میرا انکار کرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ میں مال اور اولاد میں اور بڑھوں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اُسنے میری آیات کا انکار کیا ہے۔ ہاں اگر یہ انکار نہ کرتا۔ تو اس بات کا مستحق تھا ❊

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۭ — عنقریب میں اس کو چڑھاؤں گا صعود پر۔ یہ عربی کا محاورہ ہے۔ کسی کو مشقت اور عذاب میں ڈالنے کو ارھاق صعود کہتے ہیں ❊

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ — جب ہمارا نبی آیا۔ تو مالدار آدمی فکر کرنے لگا اور اس نے اندازہ لگایا کہ یہ ایک غریب آدمی تھا۔ ہم اس کی بات کو کس طرح مان سکتے ہیں ❊

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ — یہ شخص ہلاک ہو۔ اس نے کیوں کر اندازہ لگایا ❊

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ — پھر اس کے لئے ہلاکت ہو اُسنے کیسا اندازہ لگایا ❊

ثُمَّ نَظَرَ ۙ — پھر غور کیا ❊

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ — پھر اس نے تیوری چڑھائی اور مُوتھ بنالیا حالانکہ ابھی اس نے بات بھی نہیں سُنی ❊

بسر۔ کوئی بات سننے سے پہلے ہی غصے ہو جانے کو کہتے ہیں۔ بہت لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت کچھ بھی نہیں جانتے۔ اور نہ ہی آپ کی انھوں نے کوئی کتاب پڑھی ہوتی ہے۔ لیکن ان کے دلوں میں ایسا بغض اور تعصب بھرا ہوا ہوتا ہے کہ بغیر دریافت حال اُن کے چہروں پر غصہ کے آثار پائے جاتے ہیں ❊

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ — پھر بات سننے سے پہلے ہی پیٹھ پھیر کر چلا گیا اور تکبر کیا ❊

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۙ — پھر کہا کہ یہ کوئی دلفریب چیز ہے۔ جو کہ نقل کیجاتی ہے کفار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ یہ بیچارا سیدھا سادھا آدمی ہے یہ ان باتوں کو کیا جانتا ہے۔ یہ کسی سے بات سنتا ہے اور آگے سُنا دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیر احمدیوں نے کہا کہ اجی یہ مرزا (مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام) خود تو کچھ نہیں جانتا اس نے اپنے پاس عرب رکھا ہوا ہے جو کہ اُسے کتابیں لکھ کر دیتا اور یہ آگے شائع کر دیتا ہے۔ اور بعض کہتے کہ علماء رکھے ہوئے ہیں۔ خصوصاً وہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم ومغفور اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا نام لیا کرتے تھے۔ لیکن میدان مقابلہ میں آپ کی کوئی تاب لاسکا ❊ سِحْرٌ يُّؤْثَرُ۔ کسی اور کا کلام ہے جو نقل کیا جاتا ہے ❊

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۭ — کفار کہتے کہ الہام نہیں ہوتا بلکہ یہ انسان کی بات ہے۔ یعنی رسول کریم ...

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۙ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسا کہنے والے کو میں بہت جلدی دوزخ میں داخل کرونگا ❊

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۭ — اور تم نہیں جانتے کہ وہ دوزخ کیا ہے ❊

لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۙ — ان کو ایسا عذاب دیا جائیگا کہ نہ وہ باقی رکھیگا اور نہ چھوڑے گا۔ یعنی ایسا خطرناک عذاب ہوگا کہ اس سے انسان نہ تو مرے گا۔ اور نہ اس سے چھوٹ سکیگا جیسے کسی پر فالج گرے تو نہ وہ کسی کام کا رہتا ہے اور نہ سکھ کی زندگی پاتا ہے ❊

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۙ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۙ — اس دوزخ کی آگ اس کے مُنہ کو جھلس دیگی متغیر کر دیگی۔ تبدیل کر دیگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اصحاب نار پر انیس ہیں۔ اس آیت پر لوگوں نے بڑے بڑے خیالات دوڑائے ہیں کہ انیس سے کیا مراد ہے۔ میں اس وقت تک اسی بات کو پسند کرتا ہوں کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے انیس کے آگے کچھ اور بیان نہیں فرمایا اور ماجعلنا اصحب النار کی آیت ایک الگ مسئلہ ہے۔ جس کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اس صورت میں ہم نہیں جانتے کہ انیس سے کیا مراد ہے مگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اس عذاب سے انیس کا تعلق ہے۔ اس لئے یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں کہ انیس سے انیس سال ہی مُراد ہوں۔ جن کے بعد ان کفار پر تباہی آتی ہے یا کچھ اور مطلب ہو۔ اگر اس آیت کو اگلی سے ملایا جائے تو یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصحاب نار پر انیس محافظ ہیں ❊

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰۗىِٕكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ — اور نہیں بنائے ہم نے محافظ دوزخ کے مگر فرشتے۔ اور نہیں مقرر کی ہم نے ان کی تعداد مگر کفار کے لئے ایک فتنہ کا باعث چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ کفار اس آیت کو سُنکر ہنسے۔ اور انھوں نے کہا کہ انیس کو تو ہم آسانی سے قابو کرلیں گے۔ انکی کیا طاقت ہے کہ ہمیں عذاب دیں۔ ایک بدمعاش نے کہا کہ سترہ کو تو میں پکڑ لوں گا باقی دو کا تم سب انتظام کر لینا۔ شریر لوگ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر ...

ہنسی اڑاتے ہیں۔ مگر کیا ان کا انجام کبھی بھی نیک ہوتا ہے؟

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ	اللہ تعالےٰ بعض ایسی باتیں بیان فرماتا ہے جن سے کفار کو اور زیادہ ٹھوکر لگتی ہے۔ لیکن ایمان والے جن کو کتاب دیگئی ہے ان کو ایمان اور زیادہ بڑھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ اس سے ہماری یہ غرض ہے کہ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے (یہاں اوتوا الکتاب سے مسلمان

مُراد ہیں) ان کو یقین حاصل ہو۔ اور ایمان والے ایمان میں ترقی کریں اور نہیں شک کرتے وہ لوگ جن کو کتاب دیگئی ہے اور مومن۔ کیونکہ ان کو یقین ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس میں ضرور بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔

صوفیا نے علیہا تسعۃ عشر میں یہ حکمت بتائی ہے کہ انسان کے اندر انیس ۱۹ طاقتیں ہیں۔ پانچ حواس خمسہ ظاہری اور پانچ باطنی۔ قوت جاذبہ۔ ماسکہ۔ دافعہ۔ ہاضمہ نامیہ۔ مولدہ۔ غاذیہ۔ قوت غضب اور شہوت اور ان پر انیس فرشتے محافظ مقرر ہیں۔ ان طاقتوں کے ذریعے ہی انسان بُرے عمل کرتا ہے اور کل نیکیاں بھی انہیں سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ	اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور کافر ہیں کہیں کہ خدا نے یہ کیا بات بیان فرمائی ہے۔
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ	اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بدکار کو بدکاری کی وجہ سے گمراہ کرتا

ہے اور جو نیک ہوتا ہے اسکو ہدایت دیتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انیس ۱۹ تو ہم نے قاعدے کے لحاظ سے بتائے ہیں۔ باقی اللہ کا لشکر تو اتنا ہے۔ کہ

سوائے اللہ کے اور کوئی جانتا ہی نہیں۔

ایک دفعہ مَیں نے رؤیا میں ایک چھوٹی سی کتاب ساٹھ ستر صفحے کی دیکھی اس کے اوپر منہاج السالکین لکھا ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور اس کو پڑھ رہے تھے۔ مَیں اور آپ نماز پڑھ کر ایک ہی مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ کتاب پڑھ کر مجھے دی۔ اور فرمایا کہ پڑھ کر مجھے واپس دینا۔ مجھے اس کتاب کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوا کہ گویا آپ ہی کی لکھی ہوئی ہے مَیں نے اس کو لے کر کسی جگہ رکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے اس کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ گم گئی ہے۔ مَیں نے بڑی تلاش کی۔ آخر میرے دل میں خیال آیا کہ میرے سرہانے رکھی ہوئی ہے۔ مَیں نے سرہانہ اٹھایا تو اس آیت وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ کے الفاظ میری زبان پر جاری ہو گئے۔ مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الرحمۃ کو اس کتاب کا نام بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس نام کی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ میں نے بھی اس نام کی کتاب کی بڑی تلاش کی ہے لیکن اب تک نہیں ملی۔ شاید کبھی اللہ تعالےٰ کے جنود کے ہی ذریعہ مل جائے وما ذالك على الله العزيز۔

(۲) خدا تعالیٰ کے پاس ایسے ذرائع بکثرت ہیں کہ جن سے عذاب اور دکھ لوگوں کو مل سکتا ہے

وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۧ	یہ بات لوگوں کے لئے نصیحت کی بیان کیگئی ہے یعنی اگر نبی کو مانوگے۔ اور خدا تعالیٰ کے عذاب

سے ڈروگے۔ تو تمہارے فائدے کی بات ہے۔ اور اگر نہ مانوگے تو عذاب پاؤگے

رکوع دوم

سورہ مدثر

مورخہ ۲۳- مئی ۱۹۱۴ء

آج تک صداقت کا انکار کرنیوالے ہمیشہ ذلیل ہوتے رہے ہیں۔ دنیا کے کاموں میں ہی دیکھ لو۔ اگر کوئی کسی غرض کے لئے کہیں جاتا ہوا رستہ بھول جائے۔ تو کس قدر دُکھ اور تکلیف اُٹھائیگا۔ کیونکہ جب وہ اصل مقام کو بھول جائیگا۔ تو دنیا تو فراخ ہے۔ جدھر منہ کریگا اُدھر ہی چلا جائیگا۔ اور وہ بھولے ہوئے رستہ پر چلکر اصل مقام کو ہرگز نہیں پا سکیگا۔ اسی طرح ہر بات میں جو لوگ اصل مقصود سے پھر جاتے ہیں وہ تکلیف اور مُصیبت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تو جب چھوٹی چھوٹی باتوں میں یہ حال ہوتا ہے۔ تو جس غرض کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو انسان کا اصل مدعا ہے۔ اس رستہ سے بھٹک کر کیونکر آرام پا سکتا ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ جن قوموں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا۔ ان کو کئی قسم کی ذلتیں پہنچیں۔ خاص مکہ والے ایسے ذلیل ہوئے کہ آپ کو منہ دکھانے کی کسی کو جرأت نہ رہی۔ کفار کے بہت بڑے سردار ابوجہل کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا سخت ذلیل کیا۔ اور اس طرح کہ ابوجہل نے کسی آدمی کے کچھ روپے دینے تھے لیکن وہ اس کو دیتا نہیں تھا۔ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور شکایت کی کہ آپ تو لوگوں کے بڑے خیر خواہ بنے پھرتے ہیں۔ ابوجہل سے مجھے روپیہ تو دلوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں آؤ دلواتا ہوں۔ آپ ابوجہل کے گھر کو روانہ ہوگئے۔ دروازے پر جاکر دستک دی۔ جب وہ باہر نکلا تو دیکھ کر حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ کس طرح تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ تم اس آدمی کا روپیہ ادا کردو۔ اس نے اسی وقت اندر سے روپیہ لاکر اس کو دیدیا۔ جب یہ بات کفار نے سُنی تو اس کو ملامت کرنے لگے کہ تو تو کہتا تھا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) ذلیل کرنا چاہیئے تو نے اس کی بات کیوں مان لی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے اس وقت ایسا نظارہ دکھایا گیا تھا کہ اُس کے (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) دونوں طرف دو اونٹ منہ کھولے کھڑے ہیں۔ اب اگر میں روپیہ ادا نہ کروں گا تو یہ مجھے کھا جائینگے۔ اس ڈر کی وجہ سے مَیں نے اسی وقت روپیہ دے دیا۔ بعد میں ابوجہل خود بھی پچھتاتا رہا۔ اور اپنی ذلت پر دست تاسف ملتا رہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

(جو حضرت خلیفۃ المسیح المہدی نے ۲۴ جولائی کو دیا)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاذْکُرُوْا مَافِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

منہ سے ایک بات کا دعوےٰ کرنے اور اس پر عمل کر کے دکھلانے میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ اگر انسانوں کے زبانی دعووں پر جائیں تو یہ دنیا کچھ اور کی اور ہی بن جائے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو کسی سے بڑے پیار اور محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے۔ تو دشمن ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر ہر ایک کے دعوےٰ پر یقین کر لیا جائے۔ تو دنیا میں اندھیر پڑ جائے۔ ہر ایک شخص کے دعوےٰ کا تجربہ اس کے عمل کے بعد ہوتا ہے۔ جو لوگ کسی بات پر یونہی یقین کر لیتے ہیں۔ وہ اکثر دھوکا کھاتے ہیں۔

اپنے منہ سے تو یہودی۔ عیسائی۔ ہندو۔ مسلمان سب ہی کہتے ہیں۔ کہ ہم نجات پا جائیں گے۔ ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کا تعلق ہے۔ لیکن ان سب میں سے کس کس کی بات مانی جائے۔ دراصل اسی کی بات ماننے کے قابل ہے۔ جو اپنی بات کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے۔ اور جو عمل سے تائید نہیں کرتا۔ وہ اس قابل نہیں ہے۔ کہ اس کی بات مانی جائے۔

پاگل اور عقلمند میں فرق

میں ہمیشہ اس بات پر غور کیا کرتا ہوں۔ کہ پاگل اور عقلمند میں کیا فرق ہے۔ تو مجھے یہی بات ثابت ہوئی ہے۔ کہ پاگل وہ ہوتا ہے۔ جو ایک بات کا دعوےٰ تو کرے۔ لیکن عمل سے اس کو ثابت نہ کرے۔ اور دانا وہ ہوتا ہے۔ جو جس بات کا دعوےٰ کرے اس کو عمل سے ثابت کرے۔ مثلاً اگر ایک شخص کہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ اور دراصل وہ بادشاہ نہ ہو۔ تو لوگ اس کو پاگل کہیں گے لیکن اگر ایک شخص اپنے آپ کو بادشاہ کہے۔ اور فی الواقع وہ بادشاہ ہو۔ تو اس کو کوئی پاگل نہیں کہیگا۔ اسی طرح وہ شخص جو ٹھیکریوں کو روپے اور اینٹوں کو سونا چاندی کہے۔ پاگل ہوتا ہے لیکن روپوؤں کو روپے اور سونے چاندی کو سونا چاندی کہنے والے کو کوئی پاگل نہیں کہتا۔ پس یہی پاگل اور عقلمند میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن بڑے عجب کی بات ہے۔ کہ اکثر لوگ نیک اور متقی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں ہوتے۔ تو دنیا انہیں پاگل نہیں کہتی۔ حالانکہ اس پاگل اور اس پاگل میں (جسکو لوگ پاگل کہتے ہیں) کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ بھی ایک دعوے کرتا ہے جسکا ثبوت اس کے پاس نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی متقی اور پرہیزگار ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ جسکو اپنے عمل سے ثابت نہیں کر سکتا۔

وعدہ پر قائم رہنا

اسیطرح بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ جو وعدہ تو کرتے ہیں۔ لیکن اپنے وعدہ پر قائم نہیں رہتے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے وعدوں کے مطابق کر رہے ہیں۔ لیکن ان کا عمل ان کی بات کی تصدیق نہیں کرتا۔ دوسری قوموں کو کیا کہنا ہے۔ مسلمانوں کو ہی دیکھ لو۔ کہ ایک مسلمان کتنے وعدے کرتا ہے۔ پہلے کلمہ پڑھتا ہے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ یہ کتنی بڑی شہادت ہے۔ کہتا ہے۔ کہ میں خدا کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتا۔ تمام طاقتیں۔ خوبیاں۔ اور بڑائیاں اسی کے لئے ہیں۔ میں کسی کو خدا تعالےٰ ایسی عزت نہیں دیتا۔ کسی کو اس سے زیادہ طاقتور نہیں سمجھتا۔ لیکن باوجود یہ باتیں کہنے کے کہیں عزت کی وجہ سے کہیں نفس کی خواہشات کی وجہ سے کہیں عہدہ حاصل کرنے کی غرض سے سازشیں کرتا ہے جھوٹ۔ عیب۔ چوری۔ ڈاکہ زنی۔ قتل اور طرح طرح کے فسق و فجور کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں لا الٰہ الا اللّٰہ کا قائل ہوں۔ کنچنیاں بھی باوجود اسقدر گند اور پلیدی کے یہی کہتی ہیں۔ کہ الحمد للّٰہ ہم مسلمان ہیں۔ جیل خانوں میں اگر خطرناک سے خطرناک جرم کے قیدی سے بھی پوچھا جائے۔ تو وہ بھی یہی کہتا ہے۔ کہ مسلمان ہوں۔ حالانکہ مسلم وہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کسی چیز کی عظمت محبت۔ طلب اور پیار نہ ہو۔ لیکن ایک شخص تمام افعال بد کرتا ہوا بھی یہی کہتا ہے۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ تو یہ کہاں مسلمان ہو سکتا ہے۔

رسول صلعم کو ماننا

پھر ایک شخص محمد رسول اللّٰہ کہتا ہے۔ جسکا یہ مطلب ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی فرمایا ہے۔ اس کو میں مانتا ہوں لیکن صریحاً آپ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ تو بہت لوگ منہ سے بہت کچھ کہتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔ یہی وجہ اسلام کے تنزل کی ہے۔ کہ مسلمان باوجود لا الٰہ الا اللّٰہ کا اقرار کرتے ہوئے کہ ہم خدا سے ہی محبت رکھتے ہیں۔ اور کسی سے نہیں رکھتے۔ اوروں سے تعلق رکھنے لگے۔ پھر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے ان کی پرواہ نہ کرنے لگے۔ اپنے نفس۔ ماں۔ باپ۔ حاکم۔ دوست وغیرہ کا تو حکم مانتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کا حکم نہیں مانتے۔ تو ہمارے رسول کریم صلعم کا حکم نہیں مانتے۔ کہنے کو تو سب کہتے ہیں۔ کہ ہم متقی ہیں۔ پرہیزگار ہیں۔ ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے۔ لیکن جس شرط کی وجہ سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ جب اس کو پورا نہیں کرتے۔ تو وہ مسلمان کسطرح ہو سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا ان سے تعلق کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ پہلی قوموں کو انہی عادت بد نے تباہ کیا۔ کہ جو کچھ وہ کہتی تھیں۔ وہ کرتی نہ تھیں۔ مسلمان بھی اسی وجہ سے تباہ ہوئے ہیں۔ اب مسلمان اسوقت تک کبھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔ جب تک کہ جو کچھ منہ سے کہتے ہیں۔ وہ عمل سے نہ کر دکھائیں۔

اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے یہودیوں سے پختہ عہد لیا اور بحالیکہ وہ طور کے دامن میں تھے۔

کہا جو کچھ تم کو دیا جاتا ہے۔ اس کو مضبوط پکڑو (آدم نے بھی خدا سے کئی عہد کئے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے بھی کئے ہیں) اور ان باتوں کو خوب یاد رکھنا۔ تاکہ تم عذاب سے بچو۔ لیکن پھر تم اس کے بعد پھر جاتے ہو۔ تَوَلَّیْتُمْ کی مثال مسلمانوں کے اعمال میں ہے کہ وہ خدا کے حضور پانچ وقت اقرار کرتے ہیں۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم تیرے ہی فرمانبردار ہیں۔ اور تیرے حکم کے خلاف کچھ نہیں کریں گے۔ مگر پھر مسجد سے نکلتے ہی احکام الٰہی کی خلاف ورزی شروع کر دیتے ہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم پر اللّٰہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی۔ اور تمکو تمہارے اعمال کی وجہ سے سزا دی جاتی۔ تو تم بڑے گھاٹا پانیوالوں میں سے ہوتے۔ اگر اللّٰہ تعالےٰ لوگوں کو ان کی شرارتوں کی وجہ سے سزا دینا شروع کرے۔ تو کوئی بھی دنیا میں نہ بچ سکے۔ خدا تعالیٰ کا رحم اور فضل ہوتا ہے۔ کہ ڈھیل دیتا ہے۔ پس شریف وہی ہوتا ہے جو رحم کو دیکھ کر فائدہ اٹھائے۔ اور سزا سے بچے۔

دُعا

خدا کرے تم سب لوگ شریف بنو۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کو دیکھ کر اپنے اندر اصلاح پیدا کرو۔ اگر خدا ہماری غلطیوں کو دیکھ کر پکڑتا نہیں۔ تو یہ اس کی ستاری ہے۔ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اصلاح کر لو۔ اور جو وعدے تم نے کئے ہیں۔ ان پر قائم رہو۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہو۔ کہ اے الٰہی جو ہم نے وعدے کئے ہیں۔ ان کے پورا کرنے کی آپ ہی ہمیں توفیق دینا۔ ہم تو بہت کمزور ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کے متعلق ہدایات

(از منشی فرزند علی صاحب۔ فیروزپور)

گذشتہ سے پیوستہ

قدس شریف یہاں کسی نیک بزرگ نے ہندوستانی مسافروں کے قیام کے لئے ایک تکیہ بنایا ہوا ہے جہاں کوئی مسافر ہو۔ جتنے دن چاہے۔ بغیر کرایہ کے ٹھہر سکتا ہے پانی بھی مفت اور کثرت کے ساتھ ملتا ہے۔ اس شہر میں بارش کا پانی پینے اور نہانے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ اس کے محفوظ کرنے کا یہ طریق ہے۔ کہ ہر ایک صحن یا مکان میں سطح زمین کو ڈھلوان کر کے مختلف مقاموں میں سوراخ رکھے ہیں اور ان کے نیچے گہرے کنوئیں کھدے ہیں۔ ان کے اندر پانی کا ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے۔ اس تکیہ کو زاویۃ الہنود کہتے ہیں۔ قدس شریف میں انگور کی بہت افراط ہے۔ ایک ڈیڑھ آنہ سیر ہمیں مل جاتا تھا۔ وہاں کے باشندوں کو تو اس سے بھی ارزاں پڑتا ہوگا۔ لوگ روٹی کے ساتھ اسے کھاتے ہیں۔ انجیر زیتوں بھی کثرت سے ہوتے ہیں۔ زیتون بیر کی طرح کا میوہ ہوتا ہے۔ اس کا اچار کثرت سے بکتا ہے۔ چھوٹی سیاہ جامن کے ہم شکل ہوتا ہے۔ قدس شریف میں یہودی لوگ کثرت سے آباد ہیں۔ اور مسلمان لوگ عین اسی طرح ان کے قابو میں ہیں جس طرح یہاں ہند میں ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں۔ ذلیل ذلیل کام مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ بیت المقدس کے زائرین کو خوب لوٹنا چاہتے ہیں۔ مگر اس اصرار اور سختی کے ساتھ نہیں۔ جیسی حالت کہ قاہرہ میں دیکھی گئی تھی۔ قدس شریف سے ۲۵-۳۰ کوس کے فاصلہ پر خلیل الرحمٰن نامی بستی ہے۔ جہاں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اب مدفون ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ان کے اہل بیت کے قبور ہیں گھوڑا گاڑی کی سواری جاتی ہے جس میں پانچ مسافر بیٹھتے ہیں اور ٹیکس علاوہ انعام کے آمد و رفت کا کرایہ دو روپیہ آٹھ آنہ کے قریب بیٹھتا ہے۔ تین گھوڑے برابر جتتے ہیں۔ ایک طرف کا سفر چار پانچ گھنٹوں میں ختم ہوتا ہے۔ خلیل الرحمٰن کے راستے میں ہی بیت اللحم کی بستی واقعہ ہے۔ جہاں حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے ہم اس بستی میں قلت وقت کی وجہ سے نہ جا سکے۔

بیت المقدس میں بہت سی چیزیں دکھائی جاتی ہیں۔ اور ان کے متعلق روائتیں بیان کی جاتی ہیں۔ جنکو دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ایک جگہ کہتے ہیں۔ قیامت کے دن وزن اعمال کے لئے ترازو قائم ہوگی۔ ایک دیوار کو بتاتے ہیں۔ کہ اسی کے متعلق قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ فضرب بینہم بسور لہ باب۔ باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب [۲۷ ع ۱۸] کہ اس کے ایک طرف دوزخ اور دوسری طرف بہشت ہوگی۔ ایک زیتون کا درخت دکھا کر کہتے ہیں۔ کہ یہ اولاً کھجور ہوا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے تھے۔ اسی عمل کی برکت سے یہ بدل کر زیتون بن گیا۔ ایک مقام پر بتلاتے ہیں۔ کہ شب معراج کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی۔ اور سب انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء کی۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہیں سے حضور نے معراج کے لئے صعود فرمایا۔ یہ مقام سطح مسجد سے نیچے ہے۔ اور چند قدم اتر کر وہاں جانا پڑتا ہے۔ چند سیڑھیاں اتر کر بالمقابل ایک پتھر دکھاتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ شب معراج کو اس نے حضرت نبی کریم کو مخاطب کر کے السلام علیکم عرض کیا تھا۔ زائرین اس کو چومتے ہیں۔ ایک مقام پر بتاتے ہیں۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام انصاف فرمایا کرتے تھے ایک چھوٹا سا قبہ رسول اللہ صلعم کی طرف بھی منسوب تھا۔ مگر اس کی کوئی وجہ ہمارا رہبر ہمیں نہ بتا سکا۔ پھر ہمیں عیسٰے علیہ السلام کی جہد دکھائی گئی۔ اور ایک وسیع مکان دکھلایا گیا۔ جس کو حضرۃ سلیمان علیہ السلام کا دار الحکومت بیان کیا گیا۔ اور کہا کہ یہیں کا واقعہ ہے کہ فوت ہوجانے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی نعش مبارک کو عصا کے ذریعہ کھڑا رکھا گیا تھا۔ (باقی آئندہ)

الفضل کے متعلق ضروری باتیں

(۱) الفضل کے جاری کرانے کے لئے سب سے بہتر طریق یہ ہے۔ کہ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجی جائے۔ چونکہ بعض لوگ وی۔ پی منگوا کر پھر واپس کر دیتے ہیں۔ اور اتنی مدت مفت اخبار جاتا ہے اس لئے یہ قاعدہ بنانا پڑیگا۔ کہ دفتر میں قیمت وصول ہونے تک اخبار نہ بھیجا جایا کرے۔

(۲) جب کسی خریدار کی قیمت ختم ہوجاتی ہے۔ تو اسے اطلاعی کارڈ جاتا ہے۔ اور وی۔ پی روانہ ہوتا ہے۔ اور اخبار اس تاریخ کو بند ہوجاتا ہے۔ جس تاریخ تک قیمت وصول تھی۔ اس کے بعد قیمت وصول ہونے پر پھر وہ پرچے بھی بھیجدیئے جاتے ہیں جو قیمت نہ وصول ہونے کی وجہ سے تدامانت میں رکھے گئے۔

(۳) چونکہ ۱۰۔ مارچ ۱۹۱۴ء تک قیمت چار روپے سالانہ تھی۔ اور اس کے بعد اب چھ روپے ہے۔ اس لئے حساب کی پڑتال پر ایک محرر مقرر ہے۔ اور جن لوگوں کے نام غلطی سے وی۔ پی نہیں ہوسکا۔ اور ان کا چندہ ماہ جون یا جولائی کے ابتداء میں ختم ہوچکا ہے۔ ان کے نام وی۔ پی جارہے ہیں۔ وہ وصول فرمادیں۔ اور اب پرچہ انہیں قیمت وصول ہونے پر ملیگا۔

(۴) جن احباب کی قیمت جولائی کے اخیر یا اگست میں ختم ہوتی ہے۔ وہ وی پی لینے کے تیار رہیں۔

(۵) گو موجودہ چندہ پر اس سے زیادہ حجم کا اخبار دینا مشکل ہے مگر ہم دو صفحے حجم بڑھادینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ ہر خریدار ایک نیا خریدار پیدا کرے۔

(مینیجر)

نومبائعین

(۱) خان احمد صاحب چک نمبر ۱۲۹ (ضلع لائلپور) (۲) میاں عبدالواحد صاحب شاگرد مولوی ثناء اللہ امرتسری معرفت سعادت علی صاحب بیرم پور (ضلع ہوشیارپور) (۳) مبارک علی صاحب برادر سعادت علی صاحب بیرم پور۔ (۴) اہلیہ صاحبہ احمد دین صاحب ذاتہ زیدکا۔ (سیالکوٹ) (۵) عبدالقادر صاحب کینانور میسور۔ (۶) محمد کنجی صاحب۔ کینانور۔ میسور۔ (۷) کنجی کوٹا صاحب۔ کینانور۔ میسور۔ (۸) خالہ سید شیر شاہ صاحب۔ کھوٹہ (۹) والدہ محمد علی صاحب موضع رحیم آباد۔ ڈاکخانہ ڈیرہ نانک

نور خلافت

برادران! خاکسار نے یہ رسالہ ایک ہزار کی تعداد میں چھپوایا ہے بلاؤں کے فتنے اور وساوس سے بچنے کے لئے یہ رسالہ گویا ایک تعویذ ہے۔ یا اسم اعظم ہر احمدی کو لازم ہے کہ اسکو اپنے پاس رکھے۔ اسمیں حضرۃ مولوی نورالدین صاحب اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی خلافت کو قرآن کریم کی سورۃ نور اور سورۃ فرقان سے استنباط کر کے مرو خلافتوں کا موازنہ کیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت میاں صاحب کی خلافت حضرۃ عمرؓ کی خلافت کے مشابہ اور فضلوں سے بھری ہوئی ہے۔ بعد ازاں سورۃ نور کی مدلل اور پُر مغز تفسیر معہ نکات باطنیہ و تصوف لکھ کر آیات نور و آیت استخلاف کو سورۃ نور کا مغز اور عطر ثابت کیا گیا ہے۔ اور حضرت میاں صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو سلسلۂ خلفاء محمدیہ کا معزز رکن ثابت کر کے خیالات فاسدہ کا قطعی رد کیا گیا ہے۔ ضمناً یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص ثابت کردے۔ کہ کوئی خلیفۃ اللہ زیر آیت استخلاف بھی فاسق ہوگیا تھا۔ اسکو پچاس روپیہ انعام دیا جائیگا امید ہے کہ سب بھائی تعاونوا علی البر پر عمل پیرا ہونگے۔ قیمت ۲۰ رسالہ ۱۲/عہ۔ کاغذ عمدہ۔